جلد ۴۹/۱۴ | ۲۴ ہجرت ۱۳۳۹ ھش | یوم سہ شنبہ | ۲۴ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۱۷

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خلافت کی اصل غرض

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادت القرآن ۵۷)

حضور ایدہ اللہ کی صحت یابی کیلئے دعا کی تحریک

احباب جماعت خاص توجہ اور درد والحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت

ربوہ ۲۳ مئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت کے بارے میں لاہور سے آمدہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ آپ کی طبیعت پہلے سے زیادہ خراب ہے۔ ۲۰ مئی کو آپ پر ہیٹ سٹروک Heat Stroke کا حملہ بھی ہوا ہے جس سے بے چینی بڑھ گئی ہے۔

احباب جماعت صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۶۰ء

قیامت تک

سیّدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا، سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا، مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا" . . . .

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد ابن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"۔

ان دونوں عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ

(۱) خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔

(۲) خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔

(۳) حضرت مولانا نورالدینؓ کو (نعوذ باللہ) معزول کرنے کی سازشیں کی گئیں۔

حضرت مولانا کا احمدیت میں کیا مرتبہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کے کیا تعلقات تھے یہ باتیں ایسی ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کے لاثانی ایمان کے کئی شواہد ہیں جو اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا تھا:۔

"عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضورؑ کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدّد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں، میرا جو کچھ ہے میرا نہیں ہے آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد! میں کمالِ راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں قربان ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقفِ طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔ حضرت پیر و مرشد، نابکار و شرمسار عرض کرتا ہے۔ اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے، پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبتِ فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔"

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں آپ کی شان میں جو کلمات فرمائے ہیں وہ کسی دوسرے کے لئے نہیں فرمائے۔ چنانچہ حضور اقدس نے فرمایا:۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

اس شعر میں حضور اقدس علیہ السلام حضرت مولانا کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ کا "دل پُر از نورِ یقین" تھا کیونکہ جس کا "دل پُر از نورِ یقیں" ہوتا ہے وہ ایسا ہی بن جاتا ہے جیسا کہ حضرت مولانا بن گئے ہیں۔

اسی طرح کئی دوسری جگہوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی توصیف میں کلماتِ طیبہ فرمائے ہیں۔ آپ کا رتبہ اتنا بلند تھا کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی میں تشریف لے گئے اور آپؑ کو ابھی دفن بھی نہیں کیا گیا تھا کہ اکابر جماعت نے آپ کے دستِ مبارک پر بلا اختلاف بیعت خلافت کر لی کسی کو چوں چرا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جیسا کہ ایک جگہ خود حضرت مولانا نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا ہے "سب کو باندھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیعت کرا دی"۔ اور اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے تصرفات فرمائے کہ خود ان اکابر ہی نے ساری جماعت میں تحریری اعلان کرا دیا کہ آپ کو "الوصیت" کے فرمودات کے مطابق خلیفہ مان لیا گیا ہے۔

۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کا دن وہ مبارک اور عظیم الشان دن تھا جب الٰہی تصرف سے اکابر جماعت نے جو قادیان میں موجود تھے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔ یہ عظیم الشان دن وہ دن ہے جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال کے مطابق "قدرت ثانیہ" کی جماعت احمدیہ میں بنیادی اینٹ رکھی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ اس نے جماعت کو کسی ابتلاء میں نہ ڈالا اور عین اپنی سنت قدیمہ کے مطابق اور صدر اوّل کے تتبع میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دفن کرنے سے پیشتر ہی جماعت کو "قدرت ثانیہ" کی برکات کا حامل بنا دیا اور اس کمال سے بنایا کہ کسی متذبذب کسی متشکک کو ایک پل کا موقع نہ دیا۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو جماعت میں (نعوذ باللہ) "انتشار" پھیل جاتا اور "الوصیت" کے ملفوظات کو غلط جامہ پہنانے کا بہت بڑا بہانہ ہاتھ آ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو بعض دوستوں کے دلوں کی گہرائیوں کی ہر حرکت کو جانتا تھا۔ اور جو مستقبل کا پورا پورا علم رکھتا تھا اس نے "قدرت ثانیہ" کے قیام کو ہر داغ سے پاک رکھا تا کوئی اس پر انگلی نہ رکھ سکے اور اگر رکھنے کی کوشش کرے تو لاجواب ہو کر رہ جائے۔ یہ ایک بہت بڑا اعجاز ہے۔ ایسا اعجاز ہے کہ متذبذب اور متشکک بھی اس اعجاز کے سامنے بالکل بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔

الغرض ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء احمدیت بلکہ یوں کہنا چاہیئے اسلام کی تاریخ میں ایک نہایت **عظیم الشان دن** ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس دن قیامت تک قائم رہنے والے سلسلۂ خلافت کی **بنیاد** رکھی گئی۔ اسلام کا یہ سلسلہ خلافت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے نہایت محکم بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے۔ اسکو ہر ایسے بیرونی اثر سے محفوظ کر دیا گیا ہے جس سے اس میں کمزوری پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا۔ یہ سلسلہ خلافت آنحضرت صلعم کی نہایت واضح اور زبردست پیشگوئیوں کے مطابق قائم ہوا ہے اس لئے اس میں تزلزل کا خدشہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مکمل اتحاد رکھا بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان تمام **شکوک اور شبہات کا بھی ازالہ** فرما دیا جو مخالفین پیش کر سکتے تھے جیسا کہ ہم نے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے اقوال پیش کر کے بتایا ہے خلافت المسیح کے آغاز میں واضح کر دیا گیا تھا کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اور کوئی مجلس یا انجمن یا کوئی اور ادارہ اس کو معزول نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کے زمانہ میں ایسی سازشیں نہ کی جاتیں تو یہ مسائل کبھی **روزِ روشن** کی طرح واضح نہ ہوتے اس لئے وہ لوگ ایک طرح سے اس وضاحت میں ممد ثابت ہوئے ہیں۔ اس طرح جہاں مثبت طور پر ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تصرف سے اتحاد بیعت کا ذریعہ بنایا وہاں ان سے منفی طور پر بھی کام لے لیا اسلئے جہاں ۲۷ر مئی کا دن اسلئے بابرکت ہے کہ اس دن خلافت المسیح کی بنیاد پڑی اسلئے بھی یہ دن مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے انسان کو منتخب فرمایا۔ جس نے اپنے دور میں خلافت کے تمام مالہ وما علیہ کو واضح کر دیا تاکہ آئندہ کے لئے کوئی شکوک اور شبہات باقی نہ رہ جائیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا بہت **بڑا احسان** ہے کہ اس نے نہ صرف بغیر ابتلا میں ڈالے فوری طور پر اپنی "قدرت ثانیہ" کا ظہور فرمایا۔ بلکہ اس نے "قدرت ثانیہ" کے مدارج اور اس کے تمام لوازمات کو آغاز ہی میں نہایت روشن طریقوں سے واضح فرما دیا۔ ان وجوہات کی بناء پر احباب کو چاہیئے کہ "یوم خلافت" بڑے پیمانہ پر اور نہایت جوش و خروش سے منائیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو برکات لائے ہیں وہ برکات اب خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں کیونکہ قدرتِ ثانیہ دراصل قدرت اوّل ہی کا ایک **تسلسل لامتناہی** ہے۔ یہ بہت بڑا فضل ہے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گا اور ہم قیامت تک اس چشمہ سے سیراب ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اس فضل سے مستفاد ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

✵

روحانی زندگی کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کی ہر نسل خلافت کے ذریعہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ سے وابستہ رکھے

ہمارا خدا ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے جو آدم سے لیکر اب تک ہر زمانہ میں لوگوں کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا رہا ہے

روحانی برکات کا انقطاع ایک موت ہے جس سے بچو اور خلافت احمدیہ کو قیامت تک قائم رکھو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اہم ارشادات

فرمودہ ۲۵ جون سنہ ۱۹۴۲ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی یہ ایک غیر مطبوعہ تقریر ہے۔ جو حضور نے ۲۵ جون ۱۹۴۲ء کو بعد نماز عصر ایک تقریب کے موقعہ پر قادیان میں فرمائی۔ یہ تقریر ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

تشہد و تعوذ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

انسانی زندگی

بھی اللہ تعالےٰ نے عجیب بنائی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا ساری ہی چیزیں اپنی جگہ پر ضروری بھی ہیں۔ اور غیر ضروری بھی۔ جو خالصۃً ضروری چیز ہے۔ وہ صرف اللہ تعالےٰ کی ہی ذات ہے۔ ہر چیز اپنے وقت میں اور اپنے ماحول میں ضروری نظر آتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ ایک مرکز ہے دنیا کا۔ جس کے گرد ساری دنیا چکر لگا رہی ہے مگر باوجود اس کے پھر ایک وقت پر وہ چیز جاتی رہتی ہے۔ ایک اثر اور ایک نشان تو وہ ایک عرصہ کے لئے چھوڑ جاتی ہے۔ لیکن دنیا پھر بھی جاری ہی رہتی ہے۔ پھر نئے وجود دنیا میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کے متعلق لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید ان کے بغیر اب دنیا نہیں چل سکتی۔ پھر وہ مٹ جاتے ہیں۔ اور کچھ دیر کے لئے وہ اپنا اثر اور نشان چھوڑ جاتے ہیں۔ مگر پھر خدا کی طرف سے اس وقت کے ماحول کے ساتھ لوگوں کو ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے بعد وہ خیال کرتے ہیں کہ اب یہ نئے وجود نہایت ضروری ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام

کو دنیا میں پیدا کیا۔ اس وقت ابھی دنیا کی ابتدا تھی۔ ابھی لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کیسی کیسی مخلوق دنیا میں بھجوانے والا ہے۔ خدا کا تازہ کلام اور ان معنوں میں تازہ کلام کہ اس شکل میں اس سے پہلے نازل نہیں ہوا تھا۔ آدم پر اترا۔ اور لوگوں کے سامنے ابھی ایمانیات سے باہر اور کوئی دلیل ایسی نہ تھی۔ جس کی بناء پر وہ سمجھتے کہ یہ کلام پھر بھی دنیا میں اترے گا۔ اور انسان اپنے تجربہ کا غلام ہوتا ہے۔ جس وقت آدم کے ساتھی یہ خیال کرتے ہوں گے کہ آدم بھی ایک دن اس دنیا سے گزر جائے گا۔ وہ وقت ان کے لئے کیسا تکلیف دہ ہوتا ہوگا۔ ان کے لئے

کوئی مثال موجود نہ تھی

کہ آدم کا قائم مقام کوئی اور آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے سارے فضلوں کو آدم میں ہی مرکوز دیکھتے تھے۔ اور آدم سے بڑھ کر کسی اور وجود میں ان فضلوں کا مشاہدہ، گویا ان کے نزدیک خام خیالی تھی۔ کیونکہ اور کوئی انسان انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ جو آدم سے بڑھ کر ہوتا۔ غرض آدم جس کی تعلیم کا نشان سوائے قرآن کے اور کہیں نہیں ملتا۔ آدم جس کی تربیت کا نشان دنیا کی کسی تاریخ سے ہویدا نہیں ہوتا۔ وہ ان لوگوں کے لئے اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایسا ہی ضروری تھا۔ جیسے حیات کے قیام کے لئے ہوا اور پانی ضروری ہوتا ہے۔ وہ آدم کو اپنی روحانی حیات کے قیام کا ذریعہ سمجھتے تھے اور روحانی حیات کو آدم کا نتیجہ قرار دیتے تھے۔ مگر ایک دن آیا جب خدا کی قدرت نے آدم کو اٹھا لیا۔ آدم کے مومنوں پر

وہ کیسا تکلیف کا دن ہوگا

وہ کس طرح تاریکی اور خلا اپنے اندر محسوس کرتے ہوں گے۔ مگر وہ نسل گزر گئی۔ اور اس نسل کی نسل گزری۔ اور اسی طرح کئی نسلیں گزرتی چلی گئیں۔ اور آدم کی قیمت ان کے دلوں سے کم ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اس وجود کو بھی بھول گئے۔ جس کی وجہ سے آدم کی قدر و قیمت تھی یعنی انہوں نے خدا تعالےٰ کو بھی بھلا دیا۔ اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اور ان کی ساری کوششیں دنیا میں ہی محدود ہو گئیں تب خدا نے نوحؑ کو دنیا میں بھیجا۔ یا کم سے کم ہمارے لئے جس شخص کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی ہے۔ وہ نوحؑ ہی ہے۔ درمیان میں بعض اور وجود بھی آئے ہوں گے۔ مگر وہ اہم وجود جس کا قرآن نے ذکر کیا نوحؑ ہی ہے۔ نوحؑ کے زمانہ میں جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ کس طرح انہیں محسوس ہوتا ہوگا۔ کہ وہ تاریکی سے نکل کر نور کی طرف آ گئے ہیں۔ وہ تنہائی کی زندگی کو چھوڑ کر ایک نبی کی صحبت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

خدا تعالےٰ کا تازہ کلام

اور اس کی پُر معرفت باتیں سن کر ان کے اندر کیسی زندگی پیدا ہوتی ہوگی۔ کیسا یقین پیدا ہوتا ہوگا۔ کتنی خوشی ہوتی ہوگی۔ کہ کس طرح انہوں نے یہ غلط خیال کر لیا تھا کہ خدا تعالےٰ کا کلام اور اس کا نور اب دنیا میں نہیں آئے گا۔ وہ سوچتے ہوں گے کہ ہم کس طرح دنیا میں مشغول تھے۔ کہ خدا کا ہاتھ پھر ہماری طرف لمبا ہوا۔ اور اس نے ہمیں تاریک گڑھوں سے نکال کر معرفت کی روشنی میں کھڑا کر دیا۔ لیکن اس زمانہ کے لوگ بھی یہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ نوحؑ جیسی نعمت کے بعد اور کیا نعمت ہوگی۔ کونسی برکت ہوگی جو اس کے بعد بھی آئے گی۔ وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ خدا تعالےٰ کی آخری نعمت ہم کو حاصل ہو گئی۔ اب ہماری زندگیاں خوشی کی زندگیاں ہیں۔ اب ہم علیحدگی اور تنہائی کی بدبختیوں سے بچ گئے۔ اب

خدا ہمارے ساتھ ہے

اور ہم خدا کے ساتھ ہیں۔ لیکن پھر ایک زمانہ آیا۔ جب خدا کی حکمت کاملہ نے نوحؑ کو اٹھا لیا۔ اس وقت نوحؑ کے ماننے والوں کی جو کیفیت ہوگی۔ اسے ہم تو سمجھ سکتے ہیں۔ جنہیں ایک نبی کی جماعت میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر دوسرے لوگ اسکا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ کس طرح چمکتا ہوا سورج ان کے لئے تاریک ہو گیا ہوگا۔ کس طرح نور والا چاند ان کے لئے اندھیرا ہو گیا ہوگا۔ کس طرح اللہ تعالےٰ کا روشن چہرہ جو ہر وقت انکی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا انہیں دھندلکے میں چھپا ہوا دکھائی دینے لگا ہوگا۔ اور کس طرح وہ یہ خیال کرتے رہتے ہوں گے۔ کہ دنیا اب ہلاکت کے گڑھے میں گر گئی۔ لیکن ابھی نوحؑ کا پیدا کردہ ایمان لوگوں کے دلوں میں موجود تھا۔ اس ایمان کی وجہ سے وہ خیال کرتے ہونگے کہ جس طرح آدم کے بعد اللہ تعالےٰ نے نوحؑ کو کھڑا کر دیا۔ اسی طرح شاید نوحؑ کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کسی اور کو کھڑا کر دے۔ پس وہ ایک ہلکی سی امید اپنے دل میں رکھتے ہوں گے گو یہ امید اپنے ساتھ ایسا غم رکھتی ہوگی۔ ایسا درد اور ایسا اضطراب رکھتی ہوگی۔ جس کی مثال

انبیاءؑ کی جماعتوں کے باہر اور کہیں نہیں مل سکتی پھر خدا تعالےٰ کے فضل نے نہ معلوم کتنے عرصے کے بعد کتنے تغیرات کے بعد کتنی چھوٹی چھوٹی روشنیوں کے بعد ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور پھر وہی کیفیت جو نوحؑ کے زمانہ میں لوگوں پر گذری تھی۔ ابراہیمؑ کے زمانہ میں دکھائی دینے لگی۔ اب لوگوں کی دماغی ترقی کو دیکھ کر خدا نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ پے در پے اپنے انبیاء لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے چنانچہ ابراہیمؑ کے بعد اسحاقؑ کو ایک ملک میں اور اسمٰعیلؑ کو دوسرے ملک میں کھڑا کیا گیا۔ پھر یعقوبؑ آئے پھر یوسفؑ آئے اور

یہ سلسلہ چلتا چلا گیا

اور لوگ نور ہدایت سے منور ہوتے رہے مگر پھر ایک ایسا وقت آیا جب دنیا زندگی کے گڑھوں میں گر گئی۔ گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ خدا تعالےٰ کے تازہ نزول سے محروم ہو گئی۔ اور یہ دور ضلالت جاری رہا یہاں تک کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا اور انہوں نے بندوں کا خدا سے پھر ایک تازہ عہد باندھا۔ اس کے بعد پے در پے انبیاء لوگوں کی ہدایت کے لئے آتے رہے۔ داؤدؑ آئے۔ سلیمانؑ آئے۔ الیاسؑ آئے۔ یحیٰؑ آئے عیسیٰؑ آئے اور آخر میں ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ جس طرح آدمؑ کے زمانہ میں لوگوں کو یہ احساس تھا کہ خدا نے ایک نیا نور پیدا کیا ہے ایک نئی چیز دنیا میں ظاہر کی ہے اور وہ خیال کرتے تھے کہ ایسی چیز پھر دنیا میں کب آسکتی ہے وہ اپنے تجربہ کے مطابق آدمؑ کو ہی اول الانبیاء اور آدمؑ کو ہی آخر الانبیاء سمجھتے تھے۔ اسی طرح کا احساس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونا شروع ہو گیا

بات یہ ہے

کہ سارے کا نبی اتنے پیارے ہوتے ہیں کہ ہر نبی کی امت یہی سمجھ لیتی ہے کہ یہ نبی آخری نبی ہے۔ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے تو ان کی قوم نے کہا یوسفؑ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء خدا تعالےٰ کی مہربانی اور اس کی شفقت اور اس کی عنایت اور اس کی رأفت کا ایسا دلکش نمونہ ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھنے کے بعد لوگ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ ایسے وجود دنیا پھر بھی پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود تو ایسا تھا جس کے متعلق یہ دعوےٰ بھی موجود تھا کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کی شریعت آخری شریعت ہے خدا تعالےٰ کے نزدیک تو

اس کے یہ معنے تھے

کہ آپؐ آخری تشریعی رسول ہیں اور یہ کہ اب دنیا میں جو بھی رسول اور مصلح آئے گا وہ آپ سے روحانی فیوض حاصل کر کے اور آپ کا غلام اور شاگرد بن کر آئے گا۔ مگر جو دیکھنے والے تھے جن کو ابھی آئندہ کا تجربہ نہیں تھا ان میں سے بعض شاید یہی سمجھتے ہوں کہ آپؐ دنیا کے لئے آخری روشنی ہیں اور وہ یہی خیال کرتے ہوں کہ اس روشنی کو خدا اب واپس نہیں لے گا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کا خیال بھی ان کے لئے ایک ایسا صدمہ تھا جس کو برداشت کرنا ان کی طاقت سے بالکل باہر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم

فوت ہو گئے تو یہ بات صحابہؓ کے لئے اس قدر صدمہ کا موجب ہوئی کہ وہ لمبی تعلیم جو متواتر تئیس ۲۳ سال تک خدا کا رسولؐ ان کو دیتا رہا اُس کو بھی وہ بھول گئے۔ جس رسولؐ نے بڑے زور سے اُن پر یہ واضح کیا تھا کہ مرنے کے بعد انسان اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ جس رسولؐ نے بڑے زور سے یہ واضح کیا تھا کہ ہر انسان جو اس دنیا میں آیا وہ ایک دن مریگا اور جس رسولؐ کے کلام میں یہ بات موجود تھی کہ ایک دن وہ خود بھی مرنے والا ہے اس کی امت کے ایک جلیل القدر فرزند نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو شخص کہے گا محمد رسول اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اس کی تلوار سے گردن اڑا دی جائے گی ہماری جماعت کے وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا زمانہ نہیں دیکھا شاید اس پر تعجب کرتے ہونگے اور یہ واقعہ پڑھکر ان کو خیال آتا ہوگا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کو یہ خیال کیونکر پیدا ہو گیا کہ آپؐ فوت نہیں ہو سکتے مگر جب وہ اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں گے تو اس بات کا سمجھنا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں رہے گا کہ جن وجودوں سے شدید محبت ہوتی ہے۔ ان کی جدائی کا امکان بھی دل پر گراں گذرتا ہے اور جب وہ وقت آجاتا ہے جس کا تصور بھی ان کو بے چین کر دیتا ہے تو عارضی طور پر ان پر ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

کیا ہی سچے جذبات کا آئینہ ہے۔

حسّان کا وہ شعر

جو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر کہا جب آپؐ کی وفات ان پر ثابت ہو گئی تو انہوں نے کہا سے

کنت السواد لناظری ۔ فعمی علی الناظر
من شاء بعدک فلیمت ۔ فعلیک کنت احاذر

یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلّم آپؐ تو میری آنکھ کی پتلی تھے۔ آج آپ فوت ہوئے تو میری آنکھ بھی جاتی رہی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس شعر کی عظمت اور اس کی خوبی کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شعر کہنے والا آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا اور اندھے کی نظر پہلے ہی جا چکی ہوتی ہے۔ پس اُسکے یہ کہنے کا کہ آپؐ

میری آنکھ کی پُتلی

تھے آپؐ کی وفات سے میں اندھا ہو گیا مطلب یہ تھا کہ باوجود اسکے کہ میں اندھا تھا آپ کی موجودگی میں مجھے اپنا اندھا پن بُرا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بیشک میں نے اپنی جسمانی آنکھیں کھو دی تھیں مگر میں خوش تھا میں شاداں تھا۔ میں فرحاں تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ میری روحانی آنکھیں موجود ہیں مجھے پتلی حاصل ہے جس کے ساتھ میں اپنے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ اگر میری جسمانی آنکھیں نہیں ہیں اگر میں لوٹے اور گلاس کو نہیں دیکھ سکتا تو کیا ہوا۔ مجھے وہ پتلی تو ملی ہوئی ہے جس سے میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ بھلا لوٹے اور گلاس اور رنگ کو دیکھنے میں کیا مزہ ہے۔ مزہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کو دیکھ سکے۔ لیکن آج جب وہ پتلی مجھ سے لے لی گئی ہے۔ جب وہ عینک مجھ سے چھین لی گئی ہے تو

فعمی علی الناظر

اے لوگو تم مجھے پہلے اندھا کہا کرتے تھے لیکن حقیقتاً میں اندھا آج ہوا ہوں۔

من شاء بعدک فلیمت

میری بیوی بھی ہے میرے بچے بھی ہیں میرے اور عزیز اور رشتہ دار بھی ہیں مگر اب

مجھے کوئی پروا نہیں

کہ ان میں سے کون مرجاتا ہے جو بھی مرتا ہے مرجائے اس کی موت میرے لئے اس نقصان کا موجب نہیں ہو سکتی جس نقصان کا موجب میرے لئے یہ موت ہوئی ہے۔

فعلیک کنت احاذر

یا رسول اللہ میں تو اسی دن سے ڈرتا تھا کہ میری یہ بینائی کہیں چھین نہ لی جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کی تاریکیوں سے لوگوں کو نکالا۔ جس قسم کی گمراہیوں سے لوگوں کو نکالا۔ جس قسم کی تباہیوں سے عربوں کو بچایا۔ جس قسم کی ذلت سے اور رسوائی سے نکال کر ان کو ترقی کے بلند مقام تک پہنچایا۔ اسکو دیکھتے ہوئے آپؐ کے احسانوں کی جو قدر و قیمت صحابہؓ کے دل میں ہو سکتی تھی وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے دلوں میں نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی دنیا چلی اور چلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی محبت صرف زبانوں پر رہ گئی۔ دلوں میں سے مٹ گئی

خُدا تعالےٰ کا نُور

کتابوں میں تو رہ گیا مگر دماغوں میں سے جاتا رہا دنیا خدا کو بھول گئی اور اس کی لذتیں دنیا سے ہی وابستہ ہو گئیں۔ جس طرح کسی درخت کو ایک زمین سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لگا دیا جاتا ہے اسی طرح خدا کی زمین میں سے لوگوں کی جڑیں اکھڑ گئیں اور شیطان کی زمین میں جا لگیں ان کا ماحول شیطانی ہو گیا اور اُن کی تمام لذتیں اور ان کا تمام سرور شیطانی کاموں سے وابستہ ہو گیا تب اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ دنیا ان کی بعثت پر حیران رہ گئی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد اب خدا تعالےٰ کے انعامات کو اس رنگ میں پانے والا کہ وہ قطعی اور یقینی طور پر خدا اور بندے کو آمنے سامنے کر دے کوئی نہیں آسکتا۔ جن لوگوں کی آنکھیں کھلی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپؑ پر ایمان لائے اور انہوں نے یوں محسوس کیا جیسے ایک کھویا ہوا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھ جاتا ہے

انہوں نے دیکھا

کہ وہ لوگ جو صدیوں سے خدا سے دور جا چکے تھے اس شخص کے ذریعہ خدا کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔ اُن کی خوشیوں کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ان کی فرحت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ وہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے بعد خدا تعالےٰ کے کسی نبی کا مبعوث ہونا ناممکن ہے جہاں ان کے غصہ کی کوئی حد نہ تھی وہاں مومنوں کی خوشی اور ان کی مسرت کی بھی کوئی حد نہ تھی اور انہوں نے یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ اتنے صدمول کے بعد اب کوئی اور

صدمہ انہیں پیش نہیں آئے گا چنانچہ ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتا تھا الا ماشاء اللہ جن کا ایمان ابھی اپنے کمال کو نہیں پہنچا تھا۔ یہ تو نہیں سمجھتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ فوت نہیں ہوں گے مگر ہر شخص یہ ضرور سمجھتا تھا کہ کم سے کم میری موت کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات

ہوگی۔ مگر ایک دن آیا کہ ہر شخص جو یہ سمجھتا تھا کہ میری موت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوں گے اس نے دیکھا کہ وہ تو زندہ تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا۔ وہ وقت پھر ان لوگوں کے لئے جو سچے مومن تھے نہایت مصیبت کا وقت تھا اور یہ صدمہ ایسا شدید تھا کہ جس کی چوٹ کو برداشت کرنا بظاہر وہ ناممکن خیال کرتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چیز آتی ہے اسے بہرحال لینا پڑتا ہے۔ اور انسان کو نئی حالت کے تابع ہونا پڑتا ہے اس لئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا تھا کہ "اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (الوصیت)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ جماعت کی یہ حالت کب تک رہے گی۔ کب تک خدا کا نور تمہارے درمیان موجود رہے گا۔ کب تک ہم اپنے آپ کو اس نور سے وابستہ رکھیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مگر بہرحال یہ لمبا سلسلہ بتاتا ہے کہ کس طرح ایک کے بعد ایک چیز آتی۔ لوگ جب پہلی چیز کو بھول جاتے ہیں تو خدا دوسری چیز کو بھیج دیتا ہے اور دنیا کی خوشی اور اسکی شادمانی کا سامان مہیا کر دیتا ہے لیکن

ایک چیز ہے

جو شروع سے آخر تک ہمیں تمام سلسلہ میں نظر آتی ہے۔ آدمؑ آیا اور آدمؑ کے ساتھ خدا آیا۔ آدمؑ چلا گیا۔ لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ نوحؑ آیا اور نوحؑ کے ساتھ خدا آیا۔ نوحؑ چلا گیا لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ ابراہیمؑ آیا اور ابراہیمؑ کے ساتھ خدا آیا۔ ابراہیمؑ فوت ہو گیا لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ اسی طرح اسماعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ موسےٰؑ۔ عیسیٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کے ساتھ آیا اُن میں سے ہر شخص فوت ہو گیا۔ لیکن ہمارا خدا زندہ رہا۔ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ ہر شخص جو اس سے تعلق پیدا کر لیتا ہے وہ ہمیشہ اپنی جڑیں اس زمین میں پائے گا جو خدا کی رحمت کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اُس پودے کی طرح اپنے آپ کو نہیں پائے گا جس کی جڑیں اچھی زمین میں سے اکھیڑ کر ایک خراب اور ناقص زمین میں لگا دی جاتی ہیں۔ پس یاد رکھو جسمانی تناسل انسان کو موت اور فنا کی طرف لے جاتا ہے تو وہ انسان کے لئے خوشی کا بھی موجب ہوتا ہے۔ راحت کا بھی موجب ہوتا ہے مگر روحانی تناسل جس کے ذریعہ ایک پاک انسان دوسرے پاک انسان پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے دنیا سے رنج اور غم کو بالکل مٹا دیتا ہے۔ کیونکہ اس تعلق کے لئے موت نہیں اس تعلق کے لئے فنا نہیں اور اگر بنی نوع انسان چاہیں تو وہ اپنی زندگی کو دائمی زندگی بنا سکتے ہیں۔ جس کا طریق یہی ہے کہ ہر نسل

قدرت ثانیہ کے مظاہر

کے ذریعہ اس طرح خدا تعالےٰ سے وابستہ رہے جس طرح پہلی نسل اس سے وابستہ رہی ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ روحانی تناسل کا انقطاع ایک موت ہے۔ لیکن جسمانی تناسل کا انقطاع صرف ایک عارضی صدمہ

تم عیسائیوں کو دیکھ لو

انہیں تم کچھ کہہ لو۔ چاہے۔ ان کو خدا کا منکر کہو۔ چاہے ان کو صلیب پرست کہو چاہے ان کو مشرک کہو۔ اور چاہے ان کو منافقین کہہ لو۔ مگر ایک مثال ان کے اندر ایسی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی آنکھ ان کے سامنے جھک جانے پر مجبور ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے سورۃ نور کی آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ تمہارے اندر خلافت قائم کی جائے گی۔ اور اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے اندر خلافت قائم بھی کی۔ لیکن مسلمانوں نے خدا تعالےٰ کی قائم کردہ خلافت کو اپنی نادانی سے اڑا دیا اور عیسائیوں نے خود خلافت قائم کی۔ جو انیس سو سال کا لمبا عرصہ گزارنے کے باوجود آج تک ان کے اندر قائم ہے۔ عیسائیوں کے پوپ کو دیکھ لو۔ اس کو وہ خلیفہ کے برابر ہی سمجھتے ہیں اور باوجودیکہ مذہب نے ان کو کوئی ہدایت نہیں دی تھی انہوں نے خدا تعالےٰ کی گزشتہ سنت کو دیکھتے ہوئے اسی میں اپنی بہتری سمجھی۔ اور کہا آؤ ہم اس خدائی سنت سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اندر خلافت قائم کریں۔ وہ قوم دینی لحاظ سے بالکل تباہ ہو گئی۔ وہ قوم اچھے اعمال کو کھو بیٹھی۔ اس قوم نے اپنے آپ کو کلی طور پر دنیوی رنگ میں رنگین کر لیا۔ اس قوم نے خدا تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ لیکن انہوں نے آج تک اس چیز کو اس مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا ہے کہ آج بھی ان کا پوپ یورپ کے بڑے سے بڑے تاجدار اور شہنشاہ کی برابری کرتا ہے اور بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ بادشاہت ہمیں پوپ سے ہی پہنچی ہے یہ وہ چیز تھی۔ جو اُن کی کامیابی کا موجب ہوئی۔ اگر مسلمان بھی اس کو قائم رکھتے تو آج ان کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ انہوں نے خلافت کو اڑا دیا اور پھر اپنے دلوں کو تسکین دینے کے لئے ہر بادشاہ کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا۔ مگر کجا لکڑی کی بنی ہوئی بھینس اور کجا اصل بھینس۔ لکڑی کی بنی ہوئی بھینس کو دیکھکر کوئی شخص خوش نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ اپنی اصل بھینس کو دیکھکر ضرور خوش ہوتا ہے چاہے وہ کتنی ہی لاغر اور دبلی پتلی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ دودھ دے یا نہ دے مسلمانوں نے چونکہ

خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت

کی ناقدری کی اور اسے اڑا دیا اور پھر اس کی برکات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے دنیوی بادشاہوں کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا۔ اس لئے وہ خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ اس غفلت اور کوتاہی کا ازالہ کرے اور خلافت احمدیہ کو ایسی مضبوطی سے قائم رکھے کہ قیامت تک کوئی دشمن اس میں رخنہ اندازی کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور جماعت اپنی وحدانیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو اسلام کی آغوش میں لے آئے

بے شک جیسا کہ میں نے بتایا ہے

یہ دُنیا چلتی چلی جاتی ہے

اور ایسے رنگ میں جاری ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ اپنے آپ کو پہلوں سے ترقی یافتہ سمجھتے ہیں۔ مرنے والے مر جاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں اب کیا ہوگا۔ لیکن ابھی ایک صدی بھی نہیں گذرتی کہ لوگ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب ہم

زیادہ عقلمند ہیں۔ پہلے لوگ جاہل اور علوم صحیحہ سے بے بہرہ تھے۔ گویا وہی جن کے متعلق ایک زمانہ میں کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ انہیں کو آئندہ آنے والے احمق اور جاہل قرار دیتے ہیں لیکن روحانی تعلق ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں ایک دوسرے کو جاہل کہا جا سکے نہ یہ تعلق اس قسم کی مایوسی پیدا کرتا ہے جس قسم کی مایوسی جسمانی تعلق کا انقطاع پیدا کرتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ جو شخص خدا سے تعلق پیدا کر لیتا ہے اُسے بھی غم ہو سکتا ہے۔ لیکن مایوسی اسکے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ غم ایک ایسی چیز ہے جو خدا نے روحانی ترقی کے لئے اس دنیا میں ضروری قرار دیا ہے دو وفائیں ہیں جو خدا نے ضروری قرار دی ہیں ایک اپنے ساتھ اور ایک اپنے بندوں کے ساتھ۔ اگر غم نہ ہو تو یہ بندوں کے ساتھ وفا نہیں سمجھی جائیگی اور اگر مایوسی ہو تو یہ خدا کے متعلق بے وفائی ہوگی اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمگین ہے۔ مگر ہم کہتے وہی ہیں۔ جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا۔ تو جہاں انسان کو دنیا میں کئی قسم کی خوشیاں حاصل ہوتی ہیں وہاں اسے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ

یہ سب خوشیاں عارضی ہیں

اسے وہ حقیقی تعلق استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو موت کو مٹا دیتا ہے۔

موت تو اسی صورت میں موت ہے جب انسان یہ سمجھتا ہو کہ میں ایک ایسی چیز سے محروم کیا گیا ہوں جس کا کوئی قائم مقام نہیں۔ روحانیت میں چونکہ انسان کا اصل تعلق خدا سے ہوتا ہے اور اس تعلق میں انقطاع واقعہ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شیطان سے تعلق پیدا نہ کرلے اس لئے کسی کی موت اسے اپنے محبوب سے جدا نہیں کر سکتی۔ اس طرح اگر جسمانی طور پر اسکے عزیزوں اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ مر جاتے ہیں تو مایوسی اس پر طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ جدائی عارضی ہے اور

ایک دن آنیوالا ہے

جب ہم پھر ایک دوسرے سے مل جائیں گے لیکن جب انسان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا تو ہر موت پر جدائی اور ہر تفرقہ اُسے دائمی معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کے دل کو ہمیشہ کیلئے مایوسی اور تاریکی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

خلافت

(مکرم میر اللہ بخش صاحب تسنیم - راہوالی ضلع گوجرانوالہ)

خلافت نے کیا کونین کا مقصود آدم کو | خلافت نے فرشتوں کا کیا مسجود آدم کو

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں | مُرادِ رب حق کی پوشیدہ خلافت کی مرادوں میں

خلافت شہپرِ پروازِ آدم کی توانائی | یدِ بیضا خلافت ہے خلافت ہے مسیحائی

خلافت ناتوانوں کی توانائی کا سرمایہ | خلافت سے غریبوں پر خدا کے فضل کا سایہ

خلافت سے میسّر دین کو تمکین ہوتی ہے | خلافت میں سراسر قوت تکوین ہوتی ہے۔

خلافت مرکزِ پرکارِ جوشش کامرانی ہے | خلافت کیا ہے اکسیرِ حیاتِ جاودانی ہے

خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکوکاری کی | خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضلِ باری کی

خلافت میں نہاں رازِ دوامِ شادکامی ہے | فدا ہے حریت جس پر خلافت کی غلامی ہے

خلافت سے عبادت زندگی کا نور پاتی ہے | نشاطِ جانفروزِ جلوہ ہائے طور پاتی ہے

خلافت عصمتِ صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو | ہلاکت سے مصیبت سے بچالیتی ہے امت کو

خلافت کے وسیلے سے جہاں زیرِ نگیں کر لو | جہاں کا ذکر کیا کون و مکان زیرِ نگیں کر لو

خلافت ہی بالفاظِ دگر ہے قدرتِ ثانی | جہاں کی بزم میں آئینہ دارِ شانِ رحمانی

ہیں پھل نخلِ خلافت کے جہانگیری جہانبانی | خلافت ہے سراسر مہبطِ الطافِ ربانی

خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک | صداقت پھیلتی ہے جنگلوں تک کہساروں تک

خلافت امتِ مرحوم میں موعودِ ربانی | بغیر اس کے پنپ سکتی نہیں شاخِ مسلمانی

خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے | یہی آئینِ فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے

خلافت سے شعورِ قوم کو تابندگی حاصل | اسی کے فیض سے تنظیم کو ہے زندگی حاصل

خلافت ضامنِ امنِ حقیقی خوف سے خالی | اسی سے وحدتِ باری کی پاتی ہے نمو ڈالی

خلافت سے خزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی | چمک ذروں میں ہوتی ہے نمایاں مہرِ انور کی

حصارِ عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعارِ مجرمانہ ہے

خلافت راشدہ کی چار واضح علامات

(از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

خلافت قائمقامی اور جانشینی کو کہتے ہیں اور کسی کی نیابت کی شان اور مرتبہ کو سمجھنے کے لئے اس کے اصل کو جاننا ضروری ہے۔ جس کا وہ نائب اور خلیفہ ہے۔ اگرچہ لفظ خلیفہ عام ہے۔ مگر اسلامی اصطلاح میں نبی کی وفات کے بعد اس کے کام کو سنبھالنے والا خلیفہ کہلاتا ہے۔

نبی ایسے وقت میں مبعوث ہوتا ہے جب دنیا کو بہت بڑی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت فتنہ و فساد کا غلبہ ہوتا ہے عقائد و اعمال میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی اس خرابی کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کے لوگ تقویٰ و صلاحیت سے دُور ہوتے ہیں۔ اس لئے نبی کے انتخاب میں انسانوں کے دخل کا یا ان کی صوابدید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ براہِ راست جس کو چاہتا ہے۔ نبی مقرر فرماتا ہے۔ لوگ ہزار کہتے رہیں کہ یہ شخص نبی کے مقام کا اہل نہیں۔ ان کا کہنا بیکار ہوتا ہے۔ اور ان کے ایسے اعتراض بے معنی۔ فرمایا:۔ ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے اپنا رسول منتخب کرتا ہے۔ انسانی آراء کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔

نبی اپنی دعاؤں، اپنی تبلیغ اور اپنی اخلاقی قوت قدسیہ کے ذریعہ اپنے مخاطب لوگوں میں سے اپنی جماعت میں شامل کرتا جاتا ہے ان کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ انہیں اخلاقی پاکیزگی سے نوازتا ہے۔ گویا وہ نبی کا گلشن ہوتا ہے جس کی آبیاری اور نگرانی نبی عمر بھر کرتا ہے اور آخرکار بوقت وفات نبی اپنے ان متبعین کو اپنی امانت سپرد کر جاتا ہے۔ اور انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیتا ہے۔ وہ نبی کے کام کو جاری رکھنے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وہ نبی کی تعلیم و تربیت کے ماتحت خوب جانتے ہیں کہ اس اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونے کے لئے اتفاق اور تنظیم بنیادی چیز ہے۔ پھر وہ نبی کی تربیت سے یہ سبق سیکھ چکے ہوتے ہیں کہ ہر کام میں جماعت کا ایک امیر ہوتا ہے اور امیر کی اطاعت سب کی اطاعت ہوتی ہے اس لئے جب نبی کی وفات کے صدمہ سے ان کے دل پھٹے جا رہے ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ذمہ واری کا ایک پہاڑ ان پر آن پڑا ہے وہ الٰہی تحریک سے فی الفور اپنے میں سے ایسے شخص کے انتخاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ متقی نبی کے مقاصد کو سمجھنے والا اور پورے عزم سے ان مقاصد کو بروئے کار لانے والا ہوتا ہے۔

چونکہ نبی کی قائم کردہ روحانی جماعت خدا کی اطاعت کرنے والی جماعت ہوتی ہے اور خلافت کا مقام نبوت کے تابع ہے۔ اس لئے خلیفہ کے تقرر میں خدا تعالےٰ کا منشا اس طرح کام کرتا ہے کہ مومنوں کی آراء سے نازک ترین وقت میں خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی مرضی بھی پوری ہو جاتی ہے اور نیک انسانوں کی پسندیدگی بھی ظاہر ہو جاتی ہے گویا آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم کے مطابق خدا ہی خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ مگر آیت قرآنی وامرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت مومنوں کے مشورہ کی توقیر اور عزت بھی قائم کر دی جاتی ہے اور اس طرح نبوت اور خلافت کا روحانی درجہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اسلامی صحیح جمہوریت کا نظارہ بھی نظر آجاتا ہے اسلامی خلافت کا تقرر عام غیر مومن یا گھٹیا درجہ کے لوگوں کی آراء سے نہیں ہوتا بلکہ "آمنوا وعملوا الصالحات" میں سے اعلیٰ درجہ کے خدا ترس لوگوں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اور پھر اسے خدائی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ انتخاب خاص انتخاب ہوتا ہے۔ اور خلافت راشدہ اسی اسلامی جمہوری نظام کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔ پس خلافت راشدہ کی پہلی علامت یہ ہے۔ کہ وہ اسلام کے جمہوری نظام کے ماتحت قائم ہو اور اسے اللہ تعالےٰ کی تائید حاصل ہو۔ گویا مومنوں کے قلوب بھی اس کے ساتھ ہوں اور خدا کا ہاتھ بھی اس کے اوپر ہو۔ خلیفہ اپنے نبی کی روحانیت کا جانشین ہوتا ہے اور مومنوں کو اس میں نبی کا عکس نظر آتا ہے۔ اس لئے وہ عشق و محبت سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے احکام پر ہر قسم کی قربانی کرتے ہیں۔

دوسری علامت خلافت راشدہ کی یہ ہے کہ خلیفہ اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی ڈگر پر چلتا ہے جو نبی نے اختیار کی ہوتی ہے وہ نبی کے بعض ناتمام مقاصد کو پورا کرتا ہے اور اس کے پروگرام کو مکمل کرتا ہے۔ اس کے اس رویہ کی تصدیق خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت سے ہوتی ہے اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ خلیفہ کے ذریعہ سے نبی کے مشن کو استحکام بخشتا ہے اور اس کے دین کو تقویت عطا کرتا ہے۔ اسے قبولیت بخشتا ہے۔ نبی کے زمانہ میں جو دین ایک کونپل کی طرح تھا۔ وہ خلافت کے دَور میں ایک تنا آور درخت بن جاتا ہے۔ اور چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔ آیتِ قرآنی ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کا یہی منشا ہے پس خلافت راشدہ کی یہ نشانی ہے کہ اس وقت نبی کے لائے ہوئے مشن کو خاص ترقی حاصل ہوتی ہے اور اس کی قبولیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

تیسری علامت خلافت راشدہ کی یہ ہے کہ تمام پیش آمدہ مشکلات میں خلیفہ کو نبی کی طرح کا یقین و وثوق سے پُر دل دیا جاتا ہے۔ اور وہ توکل اور اپنے عزم سے ان مشکلات پر غالب آتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ذریعہ سے مومنوں کی جماعت کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔ ان کے دلوں کو مضبوط کرتا ہے، ان کے دشمنوں کو ناکام و نامراد کرتا ہے۔ خوف کے اوقات آتے ہیں۔ تکالیف بھی ہوتی ہیں۔ لیکن وہ کسی حالت میں بھی مومنوں کی جماعت کی تباہی اور بربادی کا موجب نہیں بن سکتیں۔ بلکہ ان مشکلات کے باعث اللہ تعالےٰ خلافت راشدہ والی جماعت کو اور بھی قرب بخشتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا اور انہیں غیر معمولی ترقی عطا فرماتا ہے۔ ان کا خوف امن سے بدلا جاتا ہے۔ اور وہ خلافت راشدہ کی برکت سے ہولناک حالات میں سے امن اور سلامتی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ دشمن خیال کرتا ہے کہ میں خلیفہ کی جماعت کے لئے آگ بھڑکا رہا ہوں مگر وہ حیران ہو جاتا ہے جب اسے نظر آتا ہے کہ خلافت راشدہ سے وابستہ لوگ تو آگ کی بجائے گلزار میں ہیں۔ اور ان کی تباہی کی بجائے ان کی عظمت و شوکت کے نئے نئے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں خلفاء راشدین کی علامت کے طور پر فرماتا ہے

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً

کہ خدا تعالےٰ خود ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دیتا ہے۔ خوف کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اور آشتی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

خلافت راشدہ کی چوتھی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ خلفاء اور ان کے متبعین شرک کی نجاست سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کا توکل اللہ تعالےٰ پر ہوتا ہے اور وہ روحانیت اور دینی اخلاق میں ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ چونکہ نبی کے بعد خلیفہ اسی نورانی مشعل کا علمبردار ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کو منور کرنے کے لئے جلائی تھی۔ اس لئے وہ خود نبی کا روحانی وارث ہوتا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والے بھی خدائی نشانوں کو دیکھ کر اس نور سے منور ہو جاتے ہیں اور وہ سب دنیا کی آلائشوں سے پاک ہو کر سارے کام محض اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا میں خدا ہی کی شریعت کا نفاذ کرتے ہیں اور ان کا نصب العین بجز اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ خدائے واحد کی عبادت زمین پر قائم ہو۔ اس ایمان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی انہیں آسمانی نشانوں اور غیر معمولی نصرتوں سے نوازتا ہے۔ اور ان کو اپنی توحید کے قائم کرنے کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ ان کو اور ان کے سچے پیروؤں کو روحانی غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اور ان کو کامیاب و کامران کرتا ہے۔ یہی معنے آیت قرآنی یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً کے ہیں

ان چار علامتوں سے خلافت راشدہ ممتاز ہوتی ہے۔ اور ان سے ہی خلفاء راشدین پرکھے جا سکتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؞

مسئلہ خلافت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں

(از مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

کسی مامور یا نبی کی خلافت کا مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ انسان کی عمر محدود ہے اور نبی بھی چونکہ ایک انسان ہوتا ہے اس لئے جلد یا بدیر اسے اس دنیا سے رخصت ہونا ہوتا ہے۔ اپنی محدود زندگی میں وہ خدا کی دی ہوئی طاقت کے مطابق اس مشن کو پھیلاتا ہے جسے لیکر وہ دنیا میں مبعوث ہوتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی میں اس کی قائم کی ہوئی جماعت اتنی مضبوط نہیں ہوتی کہ اسے اس کی وفات کے بعد بغیر کسی نگرانی و حفاظت کے چھوڑ دیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو اس کی تمام کوششوں پر پانی پھر جاتا ہے اور اس کی محنت رائگاں جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت چلی آتی ہے کہ وہ اپنے مامور اور برگزیدہ نبی کی کوششوں کو بار آور کرنے۔ اس کے کام کو جاری رکھنے اور اس کے لگائے ہوئے پودے کی مناسب حفاظت نگہداشت کرنے کے لئے اس کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کرتا ہے اور اس کی جماعت میں سے ایک اولتقی انسان کو اس کے پیغام کی اشاعت کا کام سونپ دیتا ہے۔

اس کام کی اہمیت کے پیش نظر خود خدا تعالےٰ کی آخری شریعت میں اس کے متعلق وعدہ دیا گیا ہے اور خلیفہ کے کام کی بنیادی تفصیلات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس مسئلہ کے متعلق بعض تفصیلات بیان فرمائیں۔ اور آپؐ کے بعد آپ کے خلفاء اور علماء امت نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مسئلہ پر اپنی کتب اور دوسری تحریرات میں روشنی ڈالی ہے اور آج کی فرصت میں آپ کے ہی ارشادات عالیہ کو پیش کرنا مقصود ہے۔

ہر نبی اور مامور کے بعد خلافت ہوتی ہے

خدا تعالیٰ ہر نبی اور مامور من اللہ کے بعد خلافت کا قیام عمل میں لاتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے، اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

(الوصیت ص۵۔۴)

خلافت اپنے اندر ایک نشان رکھتی ہے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"نبی کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو قائم رکھ کر اللہ تعالےٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ دراصل خدا کی طرف سے ہے، بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور دکاندار ہے۔ کسی اتفاق سے اس کی دکان چل پڑی ہے۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہو جائے گا۔ تب اللہ تعالےٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کے سلسلہ کو نئے سرے سے قائم کرتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ بے وقت موت ہے۔ صرف دو مسجدوں میں نماز پڑھی جاتی تھی باقی میں بند ہو گئی۔ تب خدا تعالےٰ نے ابو بکرؓ کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا۔ اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اسی وقت ادھورا رہ جاتا۔"

(بدر ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء)

خلیفہ کے معنے اور اس کے فرائض

خلیفہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے فرائض کیا ہیں؟ اور اس کے آنے کا مدعا کیا ہوتا ہے؟ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں۔ جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اور اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء)

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

ایک موقع پر جب یہ سوال کیا گیا کہ خلیفہ آنے کا مدعا کیا ہوتا ہے تو آپ نے ایک جامع لفظ میں اس کا جواب مرحمت فرمایا اور وہ تھا:

"اصلاح"

(الحکم ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء)

اسلام میں سلسلہ خلافت

کیا اسلام میں خلفاء کا سلسلہ جاری ہوگا؟ اور اگر جاری ہوگا تو وہ کس طرح کا ہوگا۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف .... نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرز اور طریق سے اسرائیلی نبوتوں میں سلسلہ خلافت قائم کیا گیا ہے۔ وہی طرز اسلام میں ہوگی۔"

(ایام الصلح ص۵۱)

"وعد اللہ الذین آمنوا الخ یعنی خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا۔ اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا۔ یعنی جس طرح موسیٰؑ کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا۔ ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا۔ اور اس کو معدوم ہونے نہیں دے گا۔"

(جنگ مقدس ص۱۷۳)

"ان شئت فاقرأ آیۃ وعد اللہ الذین آمنوا منکم ولا تتبع الھوی فان فیھا وعد الاستخلاف لھذہ الامۃ کمثل الذین استخلفوا من قبل والکرام اذا وعدوا وفی۔"

(خطبہ الہامیہ ص۷۶)

یعنی اگر تو چاہے تو آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم پڑھ لے اور خواہشات کی پیروی نہ کر۔ یقیناً اس آیت میں اس امت کے لئے اسی طرح خلیفے بنائے جانے کا وعدہ ہے جس طرح پہلے لوگوں میں خلیفے بنائے گئے اور خدائے کریم جب کسی سے وعدہ کرتا ہے تو وہ اُسے ضرور پورا کرتا ہے۔

"جس طرح خدا تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کے لئے انی جاعل فی الارض خلیفۃ کہا اسی طرح اس نے پیشگوئی کی کہ میں صحابہ میں سے خلیفہ پیدا کروں گا اور اس کے ہاتھ سے دین کو تمکنت دوں گا۔ اور دین قائم کروں گا۔"

(بدر ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء)

"سلسلہ استخلاف محمدی کا سلسلہ استخلاف موسوی سے مماثلت رکھتا ہے جیسا کہ "کما" کے لفظ سے ان دو نبیوں یعنی حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت ثابت ہے جو آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولاً سے سمجھی جاتی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۴۲)

موسوی سلسلہ کی مماثلت

اسلام میں سلسلہ خلافت کو موسوی سلسلہ خلافت سے مماثلت واقع ہونا ضروری تھی۔ اس کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ یعنی خدا نے ان ایمانداروں سے جو نیک کام بجا لاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے۔ اب جب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کا موسوی خلیفوں سے مماثلت واجب کرتا ہے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد رکھنے والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۵۷)

سلسلہ استخلاف محمدی کو سلسلہ استخلاف موسوی سے عملی طور پر مشابہت و مماثلت حاصل ہوئی ہے اور وہ مشابہت اور مماثلت ایسی واضح ہے کہ تاریخ پر نظر رکھنے والا آدمی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جس طرح حضرت یشوع بن نون نے دین کے سخت دشمنوں اور مفتریوں

اور مفسدوں کو ہلاک کیا تھا۔ اسی طرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اور جس طرح حضرت موسیٰؑ راہ میں ایسے نازک وقت میں فوت ہو گئے تھے کہ جب ابھی بنی اسرائیل نے کنعانی دشمنوں پر فتح حاصل نہیں کی تھی اور بہت سے مقاصد باقی تھے اور اردگرد دشمنوں کا شور تھا۔ جو حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ایک خطرناک زمانہ پیدا ہو گیا تھا۔ کئی فرقے عرب کے مرتد ہو گئے تھے۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا اور کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے اور ایسے وقت میں جو ایک بڑے مضبوط دل اور مستقل مزاج اور قوی الایمان اور دلاور اور بہادر خلیفہ کو چاہتا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے اور ان کو خلیفہ ہوتے ہی بڑے غموں کا سامنا ہوا۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے۔ جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت ۶ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔ یعنی موسیٰؑ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضاء و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکرؓ کے دل پر نازل ہوا تھا۔ تناسب اور تشابہ کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابوبکر ابن ابوقحافہ اور یشوع بن نون ایک ہی شخص ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۵۸)

پھر فرماتے ہیں:۔

”دیکھو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت یوشع بن نون سے کیسی مشابہت ہے کہ انہوں نے ایسا ایک ناتمام کام لشکر اسامہ اور انبیاء کاذبین کے مقابلہ کا پورا کیا۔ جیسا کہ حضرت یوشع بن نون نے پورا کیا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۲۵)

خلیفہ کو غیر معمولی طاقتیں دیجاتی ہیں

جو شخص خلیفہ رسول بن جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس میں غیر معمولی طاقتیں رکھ دیتا ہے۔ اسے اس زمانہ کے مطابق علم دیتا ہے اور خوف کے زمانہ میں اسے اپنے کلام سے تسلی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالےٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۵۸)

”حضرت ابوبکرؓ کو بغاوت کے طوفان کے وقت خدا تعالےٰ سے قوت ملی۔ جو شخص کو اس زمانہ کی اسلامی تاریخ پر اطلاع ہے وہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ طوفان ایسا سخت طوفان تھا کہ اگر خدا کا ہاتھ ابوبکرؓ کے ساتھ نہ ہوتا اور اگر درحقیقت اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا۔ اور اگر درحقیقت ابوبکرؓ خلیفہ حق پر ہوتا تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مگر یشوع نبی کی طرح خدا کے پاک کلام سے ابوبکر ”صدیق“ؓ کو قوت ملی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس ابتلاء کی پہلے سے خبر دے رکھی تھی ......

اور وہ خبر یہ ہے کہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون

یعنی خدا نے مومنوں کو جو نیکو کار ہیں وعدہ دے رکھا ہے جو ان کو خلیفے بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے تھے۔ اور اسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا گیا اور ان کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہوا۔ زمین پر جما دے گا۔ اور اس کی جڑ لگا دے گا۔ اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ وہ میری پرستش کریں گے۔ کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو اس آیت میں صاف طور پر فرما دیا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا۔ مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یشوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کے کلام سے تسلی دی گئی۔ ایسا ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کے کلام سے تسلی دی گئی۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۶۰)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو مصائب اسلام کو پیش آئے ان کی مثال نہیں ملتی۔ منافقوں کی ایک بڑی تعداد مرتد ہو گئی تھی اور وہ اسلام کے خلاف بدزبانی کرنے لگ گئے تھے۔ کئی جھوٹے نبی پیدا ہو گئے تھے اور لاکھوں مسلمانوں کو انہوں نے دامن ارتداد میں کھینچ لیا تھا۔ مدینہ کے دور و نزدیک میں فتنہ عظیم پھیل گیا تھا حتیٰ کہ صرف دو جگہوں پر نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ غرض کہ ایک خوف کا زمانہ پیدا ہو گیا تھا اور مسلمانوں کے قلوب خوف اور گھبراہٹ کا شکار ہو گئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے خلافت کا سلسلہ قائم کر دیا اور اسکے ذریعہ عملی طور پر ان خوف اور گھبراہٹ کی گھٹاؤں کو پھاڑ کر امن پڑتا قائم کیا۔ و اپنے خلفاء کی غیبی نصرت فرمائی اور دین اسلام کو مضبوط کیا مومن کامیاب ہوئے اور اسلام کے دشمن ناکام و نامراد ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ گر جاتے اور ٹوٹ جاتے لیکن آپ کو رسولوں جیسا صبر عطا کیا گیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کی مدد آ گئی۔ جھوٹے نبی قتل کر دیئے گئے۔ مرتد ہلاک ہو گئے فتنے دور ہو گئے مصائب جاتے رہے۔ معاملہ کا فیصلہ ہو گیا اور خلافت مستحکم ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو آفات و مصائب سے نجات دی۔ ان کے خوف کی حالت کو امن سے بدل دیا۔ ان کے دین کو مضبوط کیا۔ اور ایک عالم کو حق پر قائم کر دیا۔ مفسد روسیاہ ہو گئے اللہ تعالےٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے صدیق بندے کی نصرت فرمائی۔ اور طاغوت و سرکش لوگوں کو تباہ و برباد کیا۔ کفار کے قلوب میں ایسا رعب پیدا ہو گیا کہ وہ شکست کھا گئے اور انہوں نے توبہ کر لی اور یہی خدائے قہار کا وعدہ تھا اور وہ تمام سچوں سے بڑھ کر سچا ہے۔“

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ ص۱۵-۱۶)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کو ایک ایسی دیوار کی طرح پایا جو شریروں کی شرانگیزی کی وجہ سے گرا ہی چاہتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اسے آپ کے ہاتھ کے ذریعہ ایک ایسا مضبوط قلعہ بنا دیا جس کی دیواریں لوہے کی طرح مضبوط ہوں۔ اور اس میں ایک فرمانبردار مطیع لشکر جرار ہو جو غلاموں کی طرح اطاعت گذار ہو۔“

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ ص۱۷)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کو ایک بلائے عظیم سے نجات دی۔ اور ایسے جور و ظلم سے جو طوفان کی طرح امڈا آرہا تھا اسے بچایا۔ اس نے زہرناک سانپ کا سر کاٹ کر رکھ دیا اور امن و امان کا دور دورہ کر دیا۔ اور خدائے رب العلمین کے فضل کے ساتھ ہر دروغ گو کو ناکام کر دیا۔“

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ ص۱۷)

خلیفہ خدا ہی بناتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ خدا تعالےٰ ہی بناتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

”سب سے پہلا خلیفہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے وہ حضرت یوشع بن نون کے مقابل اور ان کا مثیل ہے جس کو خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے لئے اختیار کیا اور سب سے زیادہ فراست کی روح اس میں پھونکی۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۴۷)

”ابوبکرؓ کو خدا نے سخت فتنہ اور بغاوت اور مفتریوں اور مفسدوں کے عہد میں خلافت کے لئے مقرر کیا تھا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۶۱ حاشیہ)

”رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس قدر اسلام پر مصائب نازل ہوئے کہ خطرناک حالات پیدا ہو گئے۔ اور مومن اس حد تک لاچار و بے بس ہو گئے گویا ان کے دلوں پر دہکتے ہوئے انگارے رکھ دیئے گئے ہیں۔ یا انہیں چھری کے ساتھ ذبح کر دیا گیا ہو۔ کبھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں آنسو بہاتے اور کبھی ان فتنوں کی وجہ سے جن کی آگ شدت سے بھڑک رہی تھی روتے۔ امن کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا۔ فتنہ پرور لوگ غلبہ پا گئے تھے مومنوں کے قلوب دہشت اور خوف کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے ایسے نازک وقت میں اللہ تعالےٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ، کو حاکم وقت بنایا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ مقرر فرمایا۔“

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ ص۱۵)

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کو اس کے رب نے خلیفہ بنا دیا۔ اس کا ذکر بلند کر دیا اور اپنی بے پایاں رحمت اور فضل سے آپ کو تسلی دی اور آپ کو امیر المومنین بنایا۔“

(ترجمہ از عربی سر الخلافہ ص۲۱)

”ابوبکرؓ کا اس میں کوئی منشا نہ تھا کہ ضرور یہ سب کچھ ملے۔ مگر خدا کا منشا تھا۔ کہ خود سب کچھ ان کو دیا جاتا۔“

(بدر ۸ مئی ۱۹۰۳ء)

”آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر

فرما دے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اسی کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اوّل حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

سلسلہ احمدیہ میں قیام خلافت کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد اپنی جماعت میں بھی خلافت کے قیام کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ...... میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔"

(الوصیت ص ۶-۷)

خلافت کی راہیں قیامت تک کھلی ہیں

استخلاف کا سلسلہ نہ صرف اب بھی جاری ہے بلکہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خلافت ایک ایسی نعمت ہے کہ مومن اگر چاہیں تو قیامت تک اس سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ قرآنی وعدہ کے مطابق اگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں گے اور مناسب اعمال بجا لاتے رہیں گے تو خدا تعالیٰ ان سے خلافت کی نعمت کبھی نہیں چھینے گا۔ کیونکہ اس نے اس کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت۔ اور خلیفۃ اللہ فی الارض اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے۔ اب بھی خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔"

(بدر ۱۴ جون ۱۹۰۶ء ص ۳)

پھر فرماتے ہیں:

"ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئیں گے ان کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت و امامت اور خلافت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔"

(بدر ۱۴ جون ۱۹۰۶ء ص ۳)

حضورِ قلب میسّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

(مکرم عبدالمنان صاحب ناہید)

کہیں گے اہلِ ہنر جس کو گوہرِ مقصود
وہ ایک چیز ہے دنیا سے آج بھی مفقود

فروغ شرک سراسر طریقِ خانقہی
ہے مقبروں کی سیاہی میں گم خدا کا وجود

حضورِ قلب میسّر نہیں تو کچھ بھی نہیں
"تمام شب گذرانیم در قیام و سجود"[1]

اثر کیا نہ اگر قیل و قال نے دل پر
بجز سماع نہیں کچھ مجالسِ مولود

رسولؐ زندہ ہمارا کتاب بھی زندہ
تو کیوں ہوں زندہ خدا تک کے راستے مسدود

اگر ہو دیدۂ بینا حجاب کیا معنی
بگوشِ ہوش سنو نعرۂ انا الموجود

کرے نہ کوئی خردمند جرأت انکار
نگاہ میں جو کبھی ہو مآل عاد و ثمود

ہے کس کی جرأت گویائی ہمکلام اُن سے
یہ کس نے دور کیا آ کے زندگی کا جمود

نئی زمین نیا آسماں بنا ڈالا
یہ کس کے دم سے ہوئی ہے نئے جہاں کی نمود

ہیں کون لوگ بنائے حمایتِ اسلام
زہے یہ بختِ رسا آلِ مہدیٔ معہود!

یہ کس نے شوکتِ الہام کی زباں پا کر
دکھا دی کھینچ کے تصویرِ مصلح موعود

یہ کس نے شمعِ خلافت کو پھر کیا روشن
ظہورِ قدرتِ ثانی مبارک و مسعود

سنو سنو کہ جگر سوز انتظار کے بعد
ہوا ہے صاحبِ الہام کا جہاں میں ورود

"طریق زہد و تعبد نہ دانم اے واعظ
خدائے من قدمم راند بر رہِ داؤد"[2]

[1] تذکرہ صفحہ ۱۲۲ ۔ [2] الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام تذکرہ ص ۱۲۲

خلافتِ مسیح موعودؑ
اور
اسلام کی نشأۃ ثانیہ

از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب بی ایس سی ۔ ملتان

قرآن مجید نے مسلمانوں میں خلافتِ راشدہ کے قیام اور مقاصد کی بشارت مندرجہ ذیل آیات میں دی ہے :-

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدّلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ۝ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون ۝ لاتحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض ۔ وما ھم النار ۔ ولبئس المصیرہ ۝

(النور ع)

(ترجمہ وتشریح): "اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا (گو لفظ عام ہیں مگر مراد یہ ہے کہ تم میں سے بنائے گا) جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا (پہلے لوگوں میں شخصی خلافت ہوئی جیسے مسیح کے بعد اور موسیٰؑ کے بعد۔ پس اس مثال سے آیت کا مضمون واضح ہو گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ خلافت کیسی ہوگی) اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت بنا دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو اور اس رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ اور اے مخاطب! کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کر دیں گے اور ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔" (تفسیر صغیر)

قرآن مجید کی اس بشارت اور پیشگوئی کے ماتحت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تو آپ کو بھی بذریعہ الہام آپ کے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کی خوشخبری دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اس سلسلۂ خلافت میں بعض ایسے عظیم المرتبہ وجودوں کے نزول کی خوشخبری بھی عطا کی جن کے ذریعہ دنیا میں اسلام کو خاص ترقی اور غلبہ حاصل ہونا مقدر ہے۔

غرض موجودہ دنیا کے فتنوں اور دجالیت کے اقتدار کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے عام سلسلہ خلافت کی بنیاد رکھی بلکہ دجالیت کو کچلنے اور اسلام کو اس کا کھویا ہوا غلبہ دوبارہ عطا کرنے کے لئے (جو حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا اصل مقصد ہے) اس سلسلۂ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے بعض "موعود خلفاء" اور مصلحین کی بشارت عطا کی تھی جن کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت" کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے ..... (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ..... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

(رسالہ "الوصیت")

چونکہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیحیت اور دجالیت کے مقابل اسلام کو فتح بخشنے کی خاطر مبعوث فرمایا ہے اور قرآن مجید کی آیت استخلاف اور دوسری آیات جو اوپر درج کی گئی ہیں۔ میں خلافت کا مقصد بھی یمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم بیان فرمایا گیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی الوصیت والی تحریر میں بھی اپنے بعد خلافت کا مقصد یہی بیان فرمایا ہے۔ اس لئے آیات قرآنی اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر غور کرنے سے موجودہ زمانہ میں ظاہر ہونے والے واقعات اور آئندہ کے حالات کے بارہ میں ہمیں خصوصاً مندرجہ ذیل سبق حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) مسیح موعودؑ کو ماننے کا دعوےٰ کرنیوالوں میں جو سچا ایمان رکھنے والے اور عمل صالح کرنے والے ہوں گے۔ انہیں خلافت کی نعمت حاصل ہوگی۔ اور وہی جماعت براہین احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق قیامت تک مخالفوں پر غالب رہے گی۔

(۲) اسی جماعت کے ذریعہ (جو اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء کی اتباع کرے گی) دنیا میں اسلام کا حقیقی احیاء اور قیام ہوگا۔ اور خلافت حقہ کی پیروی کے ذریعہ ہی اس جماعت کو شرک سے بچے رہنے کی توفیق ملے گی۔ اور اندرونی و بیرونی مخالفوں اور فتنوں (جن کا ظہور لازمی ہوگا) کے مقابل ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پناہ اور نصرت اور امن حاصل ہوں گے۔

(۳) اس جماعت کے مقابل منکرین خلافت فتنے اٹھاتے رہیں گے۔ ومن کفر بعد ذالک سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کے قیام اور اس کے ذریعہ دین کی تائید کے نشانات کے ظہور کے بعد بھی بعض لوگ نافرمانی کا طریق اختیار کریں گے۔ لیکن ان کا انجام فاسقوں والا ہوگا۔

(۴) خلافت کے ذریعہ اپنی جماعت کو اجتماعی عبادتوں، دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنے کی توفیق ملے گی اور اس کے نتیجہ میں وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے نام لیوا اور متبع ہونے کا درجہ پا لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے نشان ان کو ملیں گے۔

(۵) اس زمانہ میں مخالف اسلام طاقتوں کو اس قدر ظاہری غلبہ اور طاقت حاصل ہوگی کہ بظاہر یہ سمجھا جائے گا کہ وہ طاقتیں دین اور اخلاق اور روحانیت کے علمبرداروں کو اپنی مادی طاقت کے بل بوتے پر کچل سکتی ہیں۔ لیکن وہ طاقتور مخالفین دین آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور آپؐ کے نائبین اور ان کی جماعت کی دعاؤں اور قربانیوں کے نتیجہ میں نیست و نابود ہوں گے اور اس دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جائیں گے

قرآن مجید کے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلسلہ خلافت کی بشارت دی اور ایسے وقت خصوصاً کہ وقت دیکھ جبکہ جماعت احمدیہ ابھی ابتدائی اور کمزوری کی حالت میں تھی حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلیفہ اول کے منصب پر کھڑا کر دیا۔

اور حضرت مولوی صاحبؓ کے ذریعہ جماعت کے شیرازہ کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ ان کے بعد خلافت کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ اور حضرت مولوی صاحبؓ نے اپنی خداداد فراست و قابلیت سے جماعت کی اس رنگ میں تربیت فرمائی اور فتنوں کا ایسے رنگ میں مقابلہ فرمایا کہ ان کی پیروی سے چھوٹی سی جماعت آئندہ بڑے بڑے فتنوں کا مقابلہ کرنے اور استقلال کے ساتھ خدمتِ اسلام کی راہ پر قائم رہنے کی قابلیت کو اپنا سکی اور حضرت مولوی صاحبؓ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی احمدیہ جماعت کو ایسے طریق پر تھام لیا۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت کو تھام لیا تھا۔

(۷) جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بظاہر گرتی ہوئی جماعت کو تھام لینے کا وعدہ تھا۔ وہ سلسلہ خلافت میں پہلے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے پورا فرمایا۔ لیکن اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خلافت کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو اسلام کے مخالف گروہوں پر غلبہ دینے کا وعدہ بھی فرمایا تھا۔ اور سلسلہ خلافت میں ایسے "شخص اور وجود" بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ "جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود "خدا کی ایک مجسم قدرت" تھے۔ یعنی قدرت ثانیہ کے مظہر وجود حضرت مسیح موعودؑ کے مثیل ہوں گے۔

اس عظیم الشان وعدہ کے ضمن میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کی بشارت دی تھی۔ اور حضورؑ "الوصیت" میں ہی حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو۔"

اوپر کی عبارت میں آخری فقرہ "سو ان دنوں کے منتظر رہو" سے ظاہر ہے کہ اس وجود نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد ظاہر نہیں ہونا تھا یعنی وہ خلیفہ اولؓ کی جگہ پر نہیں آ سکتا تھا بلکہ خلیفہ اولؓ کے بعد ہی آ سکتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ اولؓ کا ایک کام بظاہر گرتی ہوئی جماعت کو تھامنا اور دوسرا کام آنے والے موعود خلیفہ کا ساتھ دینے کے لئے جماعت کو تیار کرنا تھا۔ اور لاریب حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہ کارنامہ سرانجام دے دیا۔ اللہ تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(۸) حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری پیشگوئیوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے فرزند ارجمند سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اللہ تعالےٰ نے خلافت ثانیہ کے منصب کے لئے چن لیا تھا اور حضور کو اللہ تعالےٰ نے مصلح موعود بنا کر بھیجا ہے جس کی خبر الوصیت میں "شخص اور وجود"۔ "دوسری قدرت کا مظہر اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ حق ترقی کرے گا اور بہت لوگ سچائی کو قبول کریں گے" کے الفاظ میں دی گئی ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود کے مقاصد حسب ذیل ہیں:-

"سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس مصلح موعود کا نشان جو "رحمت کا نشان" ہے قرآن مجید کے وعدہ لعلکم ترحمون کو پورا کرتا ہے۔ اور "الوصیت" میں مندرج خلافت احمدیہ میں بعض وجودوں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے قادر ہونے کا اور دنیا میں حق پھیلنے کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو ثابت کرتا ہے فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "الوصیت" میں خلافت کی بشارت کے ساتھ ساتھ دنیا کو آنے والی آفات اور زلازل سے بھی ڈرایا ہے۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔"

نیز فرماتے ہیں:-

"اور خدا نے فرمایا زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا اور فرمایا۔ نریک آیات ونہدم ما یعمرون یعنی تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے جائیں گے۔ ہم ان کو گراتے جائیں گے۔ پھر فرمایا بھونچال آیا اور شدت سے آیا اور زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئے گا اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کر دے گا۔ جیسا کہ لوطؑ کے زمانے میں ہوا۔ اور پھر فرمایا انی مع الافواج اتیک بغتۃ یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن کی کسی کو خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوط کی بستی جب تک زیر و زبر نہیں کی گئی کسی کو خبر نہ تھی اور سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے کہ ناگہانی طور پر زمین الٹائی گئی۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ گناہ حد سے بڑھ گیا۔ اور انسان حد سے زیادہ دنیا سے پیار کر رہے ہیں اور خدا کی راہ تحقیر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا۔ "زندگیوں کا خاتمہ" اور پھر مجھے مخاطب کرکے فرمایا قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک۔ رحمۃ منا وکان امرا مقضیا یعنی تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسمان سے اترے گا جس سے تو خوش ہو جائے گا۔ یہ ہماری طرف سے رحمت ہے۔ اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جو ابتداء سے مقدر تھی۔ اور ضرور ہے کہ آسمان اس امر کے نازل کرنے سے رکا رہے جب تک کہ یہ پیشگوئی قوموں میں شائع ہو جائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر ایمان لائے بجز اس کے کہ خوش قسمت ہو۔"

پس خلافت ثانیہ میں جو المصلح الموعود کا دور ہے دنیا نے دو عظیم جنگوں اور مہیب آفات اور زلزلوں کا نظارہ کیا ہے اور پہلی جنگ عظیم کے بعد قیام امن کی مزعومہ کوشش کے ماتحت "لیگ آف نیشنز" کی عمارت کھڑی کی گئی۔ لیکن وہ عمارت اسلامی تعلیم کے ناموافق ہونے کی وجہ سے گر گئی اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ نے قبل از وقت اس لیگ کی ناکامی کی پیشگوئی کر دی تھی اور یہ مقدر ہے کہ ایسی ہی تمام عمارتیں جو صحیح اسلامی بنیاد پر کھڑی نہ ہوں گی گرتی چلی جائیں گی اور ناکام ہوتی چلی جائیں گی اور دنیا جنگوں اور نئی نئی آفات کا سامنا کرتی چلی جائے گی۔

مصلح موعود کی پیشگوئی میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یعنی " یہ اس بڑے مینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو" (سبز اشتہار) گویا مصلح موعود یا خلیفہ ثانی کے عہد میں آفات و مصائب کی ظلمتیں آئیں گی اور ظلمتوں کے بعد روشنی بھی آئے گی۔ اس روشنی اور "الوصیت" کی عبارت کے مطابق آسمانی امر کے نزول سے مراد طرح طرح کی آفات کے بعد انجام کار اقوام عالم کا اسلام کے جھنڈے تلے پناہ لینا ہی ہے۔ جیسا کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کے متعلق یہ الہام درج ہے۔

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی ... رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا"

(ج) قرآن مجید میں جو آیت استخلاف کے بعد طاقت ور کافر قوموں کی تباہی کی پیشگوئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جو اپنے بعد الٰہی سلسلہ کے دشمنوں اور دجال کے فتنہ کی تباہی کی پیشگوئی فرمائی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلیفہ ثانی اور مصلح موعود کو حسب ذیل بشارت بذریعہ رؤیا عطا کی ہے کہ حضور نے رؤیا میں ایک اژدہا کو دیکھا۔ اور اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر جب وہ مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہوئی ہے مگر وہ بنی ہوئی نہیں صرف پٹیاں وغیرہ ہیں۔ جس وقت اژدہا میرے پاس پہنچا میں کود کر اس چارپائی کی پٹیوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب اژدہا چارپائی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِهِمَا اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ سانپ کا حملہ دراصل یاجوج اور ماجوج کا حملہ ہے کیونکہ یہ حدیث انہی کے بارہ میں ہے میں اس وقت یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ دجال بھی ہے۔ اتنے میں اژدہا میری چارپائی کے قریب پہنچ گیا اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔ میں کہتا ہوں ــــ میں نے تو اپنے ہاتھ مقابلہ کے لئے اس کی طرف نہیں بڑھائے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھا دیئے ہیں اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر فتح پانے کے امکان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں فرمایا غرض میں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے خدا! مجھ میں تو طاقت نہیں کہ میں اس فتنہ کا مقابلہ کر سکوں۔ لیکن تجھ میں سب طاقت اور قدرت ہے۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اس فتنہ کو دور فرما دے۔ جب میں نے یہ دعا کی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اس اژدہا کی حالت میں تغیر پیدا ہونے لگا۔ جیسے بہاری کیڑے پر نمک گرانے سے ہوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس اژدہا کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ اس کی تیزی بالکل کم ہو گئی چنانچہ پہلے تو وہ میری چارپائی کے نیچے گھسا۔ پھر اس کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی پھر وہ خاموشی سے لیٹ گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی چیز بن گیا ہے جیسے جلی ہوئی ہے اور بالآخر وہ اژدہا پانی ہو کر بہہ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو دعا کا کیسا اثر ہوا۔ بے شک میرے اندر طاقت نہیں تھی کہ میں اس کا مقابلہ کر سکتا۔ مگر میرے خدا میں تو طاقت تھی کہ وہ اس خطرہ کو دور کر دیتا" (اسلام کا اقتصادی نظام)

(د) دنیا میں آئندہ نظام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اسی رسالہ "الوصیت" میں جس میں احمدی مسلمانوں کو اپنے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کی آپ نے بشارت دی ہے۔ ایک نہایت مستحکم بنیاد بیان فرما دی ہے یعنی اس نظام کے ذریعہ دنیا کے تمام انسانوں سے اقتصادی پستی اور بدحالی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انفرادی اور اجتماعی عیوب اور نقائص کو دور کر دیا جائے گا۔

اس "نظام نو" کی تشریح آپ کے خلیفہ ثانی اور مصلح موعود نے ہی دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصیت کے اصول کے بارہ میں ارشاد کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں:-

"درحقیقت ان الفاظ میں اس نظام کی طرف اشارہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے کہ ہر فرد بشر کے لئے کھانا مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کے لئے کپڑا مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کے لئے مکان مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کے لئے تعلیم اور علاج کا سامان مہیا کیا جائے"

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو ــــ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگیں گے۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی۔ جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ مدد کریگا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائیگا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑیگی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا" (نظام نو)

اس عظیم الشان نظام کو جس کی بنیاد خود حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب الوصیت میں رکھ دی ہے۔ قریب ترلانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "تحریک جدید" کا اجراء فرمایا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"یہ کام وقت چاہتا ہے اور اس دن کا محتاج ہے جب سب دنیا میں احمدیت کی کثرت ہو جائے گی ــــ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریک جدید کا القاء فرمایا تا کہ اس ذریعہ سے ابھی سے ایک مرکزی فنڈ قائم کیا جائے۔ پس تحریک جدید کیا ہے؟ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے کے لئے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اس کے آنے میں ابھی دیر ہے۔ اس لئے ہم تیرے حضور اس نظام کا ایک چھوٹا سا نقشہ تحریک جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں تا کہ اس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو۔ اس ذریعہ سے جو مرکزی جائیداد پیدا ہو تو اس سے تبلیغ احمدیت کو وسیع کیا جائے اور تبلیغ سے وصیت کو وسیع کیا جائے" (تقریر "نظام نو")

غرض خدا کے فرستادہ نے دنیا میں اسلام کے دوبارہ غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بشارت پا کر اپنی جماعت کو خلافت کی بشارت دی اور سلسلہ خلافت میں ایسے عظیم الشان خلیفہ ثانی کی بشارت بھی دی جو فتنہ دجال کو مٹانے اور دنیا میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح اور ظفر کی کلید بن کر آیا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ الٰہی وعدوں کے مطابق حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ دنیا پر چھا جائے گا۔

"پیامِ نور"

تلی اور جگر کا بڑھ جانا - بخار ضعف جگر دائمی قبض - خرابی خون - پھوڑا - پھنسی تھم چھائیں، درد کمر، جوڑوں کا درد - ریحی درد - دل کی دھڑکن - کثرت پیشاب کو دور کرکے اعصاب کو طاقت دیتا ہے - اور قوت بخشتا ہے - قیمت فی بوتل چار روپے علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ -

"قرصِ نور"

قابلِ رشک صحت اور طاقت

جملہ شکایات کمزوری خواہ کسی سبب سے ہو - ضعفِ دل و دماغ - دل کی دھڑکن - کمزوری مثانہ عام جسمانی کمزوری اور چہرہ کی زردی کا زود اثر اور مستقل علاج

قیمت :- مکمل کورس چار روپے

(فہرست ادویہ مفت طلب کریں)

★ ناصر دواخانہ گول بازار - ربوہ ★

مخدومنا المعظم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے

تحریر فرماتے ہیں :- "مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ نے میرے محترم استاد حکیم عبدالعزیز خان صاحب مرحوم کے شوق کو جاری رکھا - بلکہ ترقی دی ہے - آپ کے مفردات ہمیشہ بہت صاف اور خالص ہوتے ہیں - اور مرکبات کی تیاری میں بھی بہت احتیاط ملحوظ رکھی جاتی ہے میں نے حبّ کبد خاص اور قرص الکبیر المعظم اور روح نشاط اور نمک سلیمانی وغیرہ سے بہت فائدہ اٹھایا اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں مزید برکت عطا کرے - شکرگذاری کے رنگ پچاس روپیہ کا ہدیہ طبیہ عجائب گھر کی ترقی کیلئے بھجوا رہا ہوں - قبول کریں" —— خمیرہ روحِ نشاط - دل کی دھڑکن ضعف اور کمزوری کو دور کرکے دل و دماغ کو فرحت بخشتا ہے قیمت نصف پاؤ گیارہ روپے ایک پاؤ بیس روپے

طبیہ عجائب گھر امین آباد ضلع گوجرانوالہ

حَبِّ منوّر

★ معدہ اور جگر کے لئے بہترین ٹانک جو سالہا سال سے متعدد اطباء کا معمول مطب ہیں

★ جن میں منوّر (خبث الحدید) کو متعدد ایسی ادویہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے - جو معدہ اور جگر کے لئے بہت مفید ہیں ہے

★ جن کے استعمال سے معدہ اور جگر کی اکثر امراض کا ازالہ ہوکر بدن انسانی کے یہ دو بنیادی ستون اپنی طبعی حالت کے مطابق کام کرنے لگتے ہیں

★ ان کے استعمال سے ضعف ہضم - نفخ قراقر - بدہضمی - قبض - گرانی شکم وغیرہ دور ہوکر بھوک خوب لگتی ہے - اور غذا جزو بدن بنتی ہے

★ ضعفِ جگر - ورم جگر - نفخہ جگر اور کمئی خون دور ہوکر جسم میں توانائی اور چہرہ پر رونق اور بشاشت دوڑنے لگتی ہے -

★ معدہ اور جگر کی بیماریوں میں مبتلا رہنے والے ان گولیوں کے حیرت انگیز اثرات کے ضرور قائل ہوں گے - انشاء اللہ

خوراک ایک تا دو گولی صبح و شام بعد غذا ہمراہ عرق کاسنی و سونف - قیمت فی شیشی ۶۰ گولی دو روپیہ علاوہ اخراجات ڈاک و پیکنگ

تیار کردہ **خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ**

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ

جو آپ کے قومی سرمایہ سے قائم ہے

اس کے دفتر گول بازار - ربوہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین مصلح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کتب اور دیگر علمائے سلسلہ کی تصانیف خرید کریں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا - اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے" (بحوالہ سیرۃ المہدی)

مینجنگ ڈائرکٹر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ - ربوہ ضلع جھنگ

ایسٹرن پرفیومری کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

کے

عطریات سہاگ - حنا - چنبیلی - گل شبو و تحسین ہیر آئل ہر جنرل مرچنٹ سے طلب فرماویں !

قبر کے عذاب سے بچو!

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندرآباد دکن

برقان ضعفِ جگر - حبس (کمی خون) وغیرہ امراض پر کبھی بھی خطا نہ جانے والا بے ضرر سفوف

(نہ کڑوا) **کالی دوا** (نہ جلاب آور)

یرقان - ضعفِ جگر - حبس (کمی خون) اعضائی کمزوری - ہاتھ پاؤں کی جلن - زردی - چھائیاں - ہاتھ پاؤں اور چہرہ کی سوجن - پیاس کی شدت - دائمی قبض - بھوک نہ لگنا - جوشش خون اور بڑھتی ہوئی تلی و جگر کا بفضلہ تعالےٰ سو فیصدی کامیاب علاج -

قیمت فی شیشی (مکمل کورس) تین ۳/- روپے علاوہ محصولڈاک ۱۴ ر و پیکنگ ۲ ر

ملنے کا پتہ **دواخانہ رحمت** گولبازار - ربوہ

(ایک قول) فون نمبر ۲۷۸۸ (ایک زبان)

احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دوکان

مجاہد کلاتھ ہاؤس

چوک بازار ملتان شہر

ہر قسم کا بہترین کپڑا مثلاً اونی - بنارسی - ریشمی - آرٹ سلک سوتی - ساڑھیاں دوپٹے نائیلوں سیٹ - لیڈی ہملٹن سیٹ واجبی نرخوں پر ہم سے خرید کر فائدہ اٹھائیں

پروپرائٹر **چوہدری عبدالرزاق اینڈ سنز** - جالندھری

دینی خدمت
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ
ربوہ میں جو انڈسٹریاں جاری ہیں خصوصاً تحریک کی (فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) ان کا مال خریدنے اور دوسروں کو خریدنے کی تحریک کرنے کو بھی ایک دینی خدمت سمجھیں تاکہ ان کے ذریعہ سے جماعت کے اموال بڑھیں اور اسلام کی تبلیغ ترقی کرے۔"
پھر فرمایا کہ:۔ "اب تک سارا ربوہ انجمن کی آمد پر آباد ہے اور یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ شہر اچھی طرح تبھی بنتے ہیں۔ جب ان کے اندر انڈسٹری ہو۔"
(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۵ء)
پس احباب جماعت ہمیشہ اپنے اس قومی ادارہ کی مصنوعات نہ صرف خود خریدیں۔ بلکہ غیر از جماعت احباب کو بھی ان مصنوعات سے روشناس کریں۔ اور دوکانداروں سے ہمیشہ ان مصنوعات کا مطالبہ کریں۔ تاکہ وہ مجبور ہو کر یہ اشیاء خریدیں۔ تا جماعت نے جس غرض کے لئے یہاں یہ انڈسٹری قائم کی ہے وہ پوری ہو۔
فہرست مصنوعات۔ ادویات:۔ کف ایکس
ٹن خارش گرائپ واٹر۔ بام ایکس
دیگر
شائنو بوٹ پالش۔ شائنو ویزلین۔
شائنو ہیئر آئل۔ (شیشی فینسی ہر قسم کی)
فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ کے چار عظیم ٹانک
"بے بی ٹانک"
(۱) بچوں کی کمزور اور لاغر کر دینے والی امراض کے لئے اکسیر ہے۔
(۲) بچوں کے پرانے اسہال (دست)۔ قے دودھ ہضم نہ ہونے اور مٹی اور کوئلہ وغیرہ کھانے کی عادت کا بہترین علاج ہے
(۳) یہ دوا بچوں کے سوکھے پن (سایہ) کو دور کر کے کمزور سے کمزور بچوں کو بھی بفضلہ تعالیٰ خوب تندرست و توانا بنا دیتی ہے۔
(۴) اس کے استعمال سے بچے دانت نہایت آسانی سے اور بغیر تکلیف کے نکالتے ہیں۔
(۵) نرم اور کمزور ہڈیوں والے ڈھیلے ڈھالے بچے جو ڈھلک پڑتے ہوں یا جن کے اعضاء ڈھیلے اور بدوضع ہوں۔ اس ٹانک کے استعمال سے مضبوط اور متناسب الاعضاء ہو جاتے ہیں۔
(۶) یہ دوا رکی ہوئی نشو ونما والے کمزور بچوں کی نشو ونما کو تیز کر دیتی ہے اسلئے جو بچے دیر سے چلنا اور بولنا سیکھتے ہیں۔ ان کے لئے از حد مفید ہے
(۷) جن عورتوں کے پہلے بچے کمزور پیدا ہوئے ہوں۔ انہیں بچہ کی پیدائش سے دو تین ماہ پہلے یہ دوا استعمال کرانے سے بفضلہ تعالیٰ آئندہ بچے تندرست مضبوط اور خوبصورت پیدا ہوں گے۔
قیمت ایک ماہ کورس ۳ روپے۔ پندرہ روزہ کورس ایک روپیہ ۲ آنے
آٹھ روزہ کورس ایک روپیہ
برین ٹانک
اس دوا کا انسانی دماغ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ زیادہ دماغی محنت اور کثرت مطالعہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی دماغی اور اعصابی تھکان۔ حافظہ کی کمزوری اور سر درد وغیرہ کا بہترین علاج ہے۔ زیادہ دماغی اور ذہنی مصروفیت کے دنوں میں اس ٹانک کا استعمال طبیعت میں بشاشت اور دماغ میں تازگی پیدا کرتا۔ اور کام کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔ ہم نہایت اعتماد اور ذمہ داری کے ساتھ دماغی کام کرنے والے دوستوں کو اس بے ضرر خوش ذائقہ اور از حد مفید ٹانک کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ قیمت ایک ماہ کورس ۳ روپے پندرہ روزہ کورس ایک روپیہ بارہ آنے
ہومیو ٹانک
اگر دماغی مصروفیت۔ کاروباری تفکرات۔ گھریلو پریشانیوں اور رنج و غم وغیرہ صدمات کے نتیجہ میں دماغ اور حافظہ کی کمزوری کے ساتھ اعصابی اور جسمانی کمزوری بھی موجود ہو۔ طبیعت اداس۔ مزاج چڑچڑا کام کرنے کو جی نہ چاہے۔ اور ایک عجیب سا خوف اور گھبراہٹ دل و دماغ پر طاری ہو۔ خصوصاً جب زرد میلا رنگ کا پیشاب بکثرت آئے۔ یا پیشاب میں فکر آتی ہو۔ تو ان حالات میں ہومیو ٹانک بفضلہ تعالیٰ ان تمام تکالیف کو حیرت انگیز طور پر دور کر دیتا ہے قیمت ایک ماہ کورس چار روپے پندرہ روزہ کورس دو روپے چار آنے
سپیشل ٹانک
اس دوا کے خواص اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ اگر بے اعتدالی اور جسمانی رطوبتوں کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے عام دماغی اور جسمانی کمزوری کے ساتھ خاص کمزوری بھی موجود ہو۔ کمی خون۔ زکام زدہ۔ سر درد چکر۔ کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں۔ اور طبیعت اداس اور غمگین ہو۔ معمولی کام سے بھی بہت تھکان ہو جائے اور کمزور کرنے والے ٹھنڈے پسینے آتے ہوں تو یہ دوا بفضلہ تعالیٰ بکثرت تازہ خون پیدا کر کے انسان کو دوبارہ "اعلیٰ درجہ" کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے نہایت بیماریوں کے بعد رہ جانے والی نقاہت اور کمزوری کے لئے بھی "سپیشل ٹانک" تیر بہدف ثابت ہوئی ہے
قیمت ایک ماہ کورس ۵ روپے۔ پندرہ روزہ کورس دو روپے بارہ آنے
نوٹ:۔ ان خاص ادویات کے علاوہ ہمارے ہاں ہر قسم کی ہومیو پیتھک ادویات ۶ - ۳۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۰۰۰ طاقتوں میں مدر ٹنکچرز۔ بائیو کیمک ادویات خالی شیشیاں۔ کارک۔ شوگر آف ملک۔ آٹنگ شوگر خالی گولیاں اور ٹکیاں سفید اور رنگ دار۔ موتیا بند کی سناسنہ ویریا اور ہومیو پیتھک انجکشنز ٹیکہ جات ساختہ جرمنی و دیگر سامان ہومیو پیتھی و ہومیو پیتھی کے ابتدائی کورس پر مشتمل چار اردو کتب کا سیٹ وغیرہ اشیاء صحیح نرخوں پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔
مینیجر ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ